اسلام اور جین مت میں طہارت کا تقابلی جائزہ

Purification in Islam and Jainism: A Comparative Review

محمد ریاض خان الازہری *
عبدالرحمٰن**

Abstract:

Allah created all the required things fo the world since the world was given existence. Human was made its tenant and was equipped with art of living and eversince human life exists in all the corners of the world whatsoever religion they follow, but they do follow a set of social principles in life.and literal meaning of those principles is called religion, because religion literally mean"way of living or manner of living".and contextually religion may be defined as the principles followed to live life.

In the light of this definition of religion some people have been confronted having no concept of religion , they are called Communists. But anyone who does not believe in Allah and the Prophet PBUH are termed Communists.In the following dissertation a comparison has been drawn between Islam and jeen Mat to show that no religion can compete Islam in terms of Clarity or cleanliness.

اللہ تعالیٰ نے جب سے اس دنیا کو وجود بخشا اس میں ضروریات مہیا کیں۔ انسان کو اس کا مکین بنایا اور اسے زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ سکھایا چنانچہ آج تک دنیا میں جہاں کہیں بھی انسان آباد ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی دین یا دھرم اور مذہب سے ہو، بہر حال اس کا اپنا ایک طرز معاشرت ہے جسے وہ شدت کے ساتھ اختیار کیا ہوا ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے یہی مفہوم مذہب کا ہے کیونکہ ''مذہب'' اسم ظرف کا صیغہ ہے اور مصدر میمی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی چلنے کی جگہ یا چلنے کا راستہ وغیرہ اور

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ ومطالعہ مذاہب ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ خیبر پختون خوا۔
** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

اصطلاحی طور پر مذہب کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ جن اصول و قواعد پر چل کر زندگی گزاری جا سکے ان اصولوں کو "مذہب" کہا جاتا ہے۔

مذہب کے اس تناظر میں بعض ایسے لوگ بھی سامنے آئے ہیں جن کا کوئی نظریہ اور مذہب نہیں۔ انہیں دھریہ کہا جاتا ہے۔ تاہم دھریہ کی یہ "تعریف" جو خدا اور پیغمبر خدا کا منکر ہو جامع ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے اپنے طرز پر زندگی گزار رہا ہے۔ اور اس نے اپنی زندگی کے لئے خاص نہج کو منتخب کر رکھا ہے اور اسی کو مذہب کہتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں اسلام اور جین مت کے درمیان فلسفہ صفائی کا تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ دنیا کو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ دنیا میں اسلام ایک ایسا دین ہے کہ صفائی کے حوالے سے جین مت مذہب اسلام کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔ تقابل تو درکنار۔

اس سے جہاں اسلام کی عظمت و اہمیت اجاگر ہو گی وہیں دور حاضر کے خوشنما، جاذب نظر اور پر کشش نعروں کی حقیقت بھی واضح ہو سکے گی۔

جین ازم کا تعارف:

"جین" کا لفظ "جنا" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "فاتح اور غالب"۔ یہ لوگ اپنے زعم میں اپنی خواہشات پر غالب آچکے ہیں۔ اس لئے یہ اپنے آپ کو "جینی" کہتے ہیں۔ جین مت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ جین مذہب ایک قدیم ازلی اور ابدی مذہب ہے جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ اس میں چوبیس راہنما گزرے ہیں جن کی عمریں ناقابل ترین حدتک طویل تھیں۔ ان میں سب سے پہلا مصلح آدمی ناتھ اور سب سے آخری مصلح پرسوناتھ تھا۔ یہ تمام راہنما چھتری گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ موجودہ جین مت کا بانی "مہابیر یا مہاویر" کو قرار دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مہاویر کی پیدائش "پرسوناتھ" سے ڈھائی سو سال بعد ۵۴۰ق م کو ہوئی۔ اُن کے عقیدے کے مطابق اِس دور میں مہاویر کے بعد اب کوئی راہنما نہیں آئے گا۔ تاریخی اعتبار سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ جین مذہب کے بانی مہاویر نہیں تھے بلکہ پہلے سے یہ مذہبی روایت ہندوستان میں چلی آرہی تھیں[1]۔

مہاویر کا تعارف:

مہاویر جین کی پیدائش ۴۸۶ ق م کو مشرقی ہندوستان کے مشہور شہر دیسائی کی ایک نواحی بستی میں ہوئی تھی۔ ان کے والد کا نام سدھارتھ اور والدہ کا نام ترسالہ تھا۔ ان کی والدہ ایک کھشتری خاتون تھیں جو ویسامی اور مگدھ کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ سوتیا مبر یعنی سفید پوش جینیوں کی روایات کے مطابق اس نے ایک شہزادی "ایشوما" سے شادی کی تھی اُس وقت آپ کی عمر انیس سال

تھی۔ دس سال تک نہایت خوشگوار زندگی بسر کرتا رہا۔ جب تیس سال کی عمر میں قدم رکھا تو دنیا ترک کر دی اور پرسوناتھ کا مسلک اختیار کیا۔ بارہ سال مکمل برہنگی اور فقر وفاقہ کی حالت میں راہبانہ زندگی بسر کی تقریباً چھ سال تک وہ ایک بھگشو ''گوسالہ'' کی معیت میں رہا۔ لیکن گوسالہ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا چھ سال مزید ریاضتیں کرتے ہوئے نجات کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا۔ تیرھویں سال کو دریائے چوپالگا کے کنارے اپنی ریاضت سے کامیابی حاصل کی اور بیالیس کی عمر میں وہ ایک نئے مذہب کے راہنما بن گئے مہاویر نے بہتر سال کی عمر میں ۵۴۰ ق م کو وفات پائی۔ اس اعداد وشمار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہاویر گوتم بدھ کے ہم عصر تھے[۲]۔

جین مت میں نجات کے ذرائع:

جین مت میں سب سے اہم مسئلہ نروان اور اطمینان قلبی کا حصول ہے کیوں کہ جس وقت مہاویر پیدا ہوا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا لہٰذا مہاویر نے اس کے لیے دو طریقے ایجاد کیے جن میں سے ایک طریقہ ایجابی ہے اور دوسرا سلبی ۔ سلبی طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی تمنا اور خواہشات نکال پھینکے جب خواہشات نکل جائیں تو روح مسرت اور شادمانی سے ہم آغوش ہو جائے گی یہی مسرت ''نروان'' کہلاتا ہے کیونکہ تمام پریشانیوں کا سرچشمہ انسانی خواہشات ہیں جو غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جب خواہشات پوری نہیں ہوتیں تو وہ غم سے دوچار ہوتا ہے۔ جب خواہشات اور تمنائیں نہ ہوں گی تو روح کو اطمینان حاصل ہوگا۔

جین مت میں حصول نروان کا ایجابی طریقہ یہ ہے کہ انسان کے عقائد، علم اور عمل درست ہوں انہیں تین رتن کہا جاتا ہے اعمال کی درستگی کا دارومدار پانچ اصولوں پر ہے۔ اور ان پانچ اصولوں کو جینی مذہب میں بنیادی اہمیت حاصل ہے جن کی تفصیل یہ ہے[۳]:

الف۔ اہمسہ : کسی ذی روح کو قتل نہ کیا جائے اور کسی کو زبان یا ہاتھ وغیرہ سے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اہمسہ کو جین مت میں بنیادی اور مرکزی ستون گردانا جاتا ہے۔

ب۔ استیام : چوری سے پرہیز کرنا چاہیے حلال روزی کمائی جائے دوسروں کے اموال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ج۔ ستیام: جھوٹ فحش گفتگو سے باز رہنا چاہیے اور ہمیشہ راستی کو اپنا شعار بنایا جائے۔

د۔ برہمچاریام: عفت وعصمت اور پاکبازی کی زندگی بسر کی جائے۔

س۔ اپری گراہہ: دنیا سے بے رغبتی، لذات مادی اور حواس خمسہ پر غلبہ ہونا چاہیے۔

جین مت میں نجات اور نروان کے حصول کیلئے اور بھی بہت سے اصول اور قوانین ہیں جو جین مت کے مطابق ہر ''نجات'' کے خواہشمند کیلئے لازمی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ فرد کی پوری زندگی ایک بہت سخت ڈسپلن کا تابع ہوتا ہے۔ ادھر تمام لوگ خواہشات کی نفی کے اعلیٰ ترین معیار کیلئے فوراً تیار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے انہوں نے ایسے لوگوں کو یہ آسانی دی ہے کہ وہ مکمل ترک دنیا نہ کرتے ہوئے گھر بار والی سماجی زندگی بسر کر سکتے ہیں اور ہلکی سے شکل قوانین و ضوابط کا ماننا کافی ہوگا[۴]۔

جین ازم میں صفائی کا فلسفہ:

طہارت و صفائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری طہارت یعنی کسی چیز کے ظاہر کا صاف ہونا مثلاً جسم کا ظاہر گندگی، بدبو اور میل کچیل وغیرہ سے پاک و صاف ہونا۔ دوسری باطنی طہارت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنے والا حصہ مثلاً انسان کا دل و نفس وغیرہ کو مادیت کی محبت اور اخلاق رذیلہ وغیرہ سے پاک وصاف کرنا۔ جین مت کی تعلیمات کے مطابق روح وذہن کی صفائی یعنی باطنی طہارت تو حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اصولِ خمسہ (**اہمسہ، ستیام، استیام، برہمچاری، اوراپری گراہہ**) خصوصاً اہمسہ قانون کے مطابق کسی ذی روح کو قتل کرنا، نقصان پہنچانا اور تشدد کرنا جائز نہیں اس لئے انہوں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے منہ اور ناک کے نتھنوں پر کپڑا باندھے رکھتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز اندر نہ جا کر مر جائے[۵] پانی چھان کر پیتے ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے کیونکہ گوشت کھانے کیلئے جانور کو مارنا ہوگا اور یہ ان کے نزدیک جائز نہیں۔ اس لئے یہ لوگ قصاب کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتے۔ اور نہ جانوروں اور مچھلیوں وغیرہ کا شکار کر سکتے ہیں[۶]۔ کارپینٹری پیشہ اختیار کرنا جائز نہیں[۷]۔ چراغ وغیرہ نہیں جلاتے تاکہ کوئی ذی روح نہ مر جائے۔ اسی طرح صابن، شیمپو اور کاسمیٹکس وغیرہ جس میں حیوانات کی چربی وغیرہ استعمال ہوئی ہو ان کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چمڑے کی مصنوعات استعمال کرنا جائز نہیں اگر استعمال کرنا ہو تو وہ بھی قدرتی طور پر مردہ جانور کے چمڑے کو استعمال کرنا ہوگا[۸]۔ بھٹی کے کام سے اس لئے دور رہتے ہیں تاکہ غیر مرئی حشرات کے ہلاکت کا سبب نہ بنے[۹] پانی نہیں ابالتے۔ دانتوں کو صاف نہیں کرتے کیونکہ اس سے جراثیم مرنے کا خطرہ ہے۔ نیز زمین پر سونا اور اپنے بالوں کا کاٹنا ہوگا جب کہ دگمبر فرقے والوں کا خیال ہے کہ جب لوگ دریا میں کپڑے دھوتے ہیں تو اس میں جاندار وغیرہ کے مرنے کا خطرہ ہے اور سوتیامبر فرقے کا عقیدہ ہے کہ کپڑوں کی صفائی سے زیادہ ذہن کی صفائی کی ضرورت ہے[۱۰] نیز چلتے وقت اپنے ساتھ ایک جھاڑو بھی رکھتے ہیں جس کے ذریعے اس جگہ کو صاف کرتے ہیں جہاں وہ قدم رکھتے ہوں۔ یا بیٹھتے ہوں۔ یا کسی چیز کو رکھنا ہو تاکہ کوئی چھوٹا سے چھوٹا کیڑا بھی دب کر

نہ مر جائے اور سادھو جان لینے کے عظیم گناہ کا مرتکب نہ ہو جائے"سادھوؤں کیلئے رات میں چلنا پھرنا منع ہے کیونکہ کسی سادھو کے قدم کے نیچے کیڑے مکوڑے دب کر مر جانے کا خدشہ ہے۔ جینوں میں دگمبر فرقہ والے اکثر بالکل برہنہ پھرتے رہتے ہیں تاکہ خواہشات اور تکبر ختم ہو جائے [۱۲]سادھو لوگ نہاتے نہیں کیونکہ نہانے سے جراثیم وغیرہ کے مرنے کا خدشہ ہے [۱۳]۔ایک سادھو کو ہر طرح کی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہیں لیکن اس کو بہر حال اپنے آپ کو زندہ رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ روحانیت کی تکمیل سے پہلے بے کار موت نہ مر سکے۔ اسی طرح ایک سادھو کیلئے بائیس قسم کی بہت مشکل تکالیف برداشت کرنا ان کے اصول وضوابط میں داخل ہے اس مذہب میں بائیس قسم کی تکالیف حسب ذیل ہیں:

۱۔ بھوک
۲۔ پیاس
۳۔ سردی
۴۔ گرمی
۵۔ کیڑوں کے کاٹنے کی تکلیف
۶۔ ننگے رہنا
۷۔ ناپسندیدہ جگہ رہنا
۸۔ جنسی جذبے کے تقاضے
۹۔ زیادہ چلنا
۱۰۔ ایک وضع میں طویل وقفے کیلئے بیٹھنا
۱۱۔ زمین پر آرام کرنا
۱۲۔ برا بھلا سننا
۱۳۔ مار پیٹ برداشت کرنا
۱۴۔ بھیک مانگنا
۱۵۔ بھیک مانگنے پر بھیک نہ ملنا
۱۶۔ بیماری
۱۷۔ کانٹے گڑنا
۱۸۔ جسمانی گندگی اور ناپاکیاں

۱۹۔ بے عزتی برداشت کرنا

۲۰۔ اپنے علم کی قدر دانی نہ ہونا

۲۱۔ کسی نہ کسی درجہ میں اپنے اندر جہالت کو موجود پانا

۲۲۔ جین مت کے عقائد کے سلسلے میں شکوک و شبہات کا پیدا ہونا شامل ہے"[۱۴]۔

مطلب یہ ہوا کہ جین مت کی تعلیمات کے رو سے جسم کی ظاہری صفائی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ جسم کی ظاہری طہارت و صفائی پر کوئی توجہ دی جاتی ہے کیونکہ جین مت کی تعلیمات کا فلسفہ یہ ہے کہ جسم جتنا ہی زیادہ گندا اور ناپاک ہوگا اتنا ہی سادھو زیادہ روحانی ترقی کے منازل طے کرے گا۔

طہارت کے بارے میں اسلامی تعلیمات:

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک فطری مذہب ہے کیونکہ فطرت جن چیزوں سے محبت کرتی ہے اسلام میں بھی ان چیزوں کی محبت کا درس پایا جاتا ہے اور جن چیزوں سے فطرت نفرت کرتی ہے اسلامی تعلیمات میں بھی ان چیزوں کے بارے میں نفرت کرنے کا سبق ملتا ہے۔ مثلاً صفائی اور گندگی؛ فطرت صفائی سے محبت اور گندگی سے نفرت کرتی ہے اور اسلام میں بھی صفائی کا خیال رکھنے اور گندگی سے باز رہنے کے بہت سارے احکام قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ دین اسلام میں صفائی کے ہر پہلو کے بارے میں واضح احکام موجود ہیں کیونکہ طہارت کے چار مراتب ہیں:

مرتبہ اول۔ ظاہر کو ناپاکیوں اور پلیدیوں سے پاک کرنا۔

مرتبہ دوم۔ اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں سے بچانا۔

مرتبہ سوم۔ دل کو اخلاق مذمومہ ورذیلہ سے صاف کرنا۔

مرتبہ چہارم۔ اپنے ضمیر کو ماسوی اللہ سے صاف کرنا۔

سب سے پہلے ہم وہ آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں جو ظاہر کو ناپاکیوں اور پلیدیوں سے صاف رکھنے پر زور دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں صفائی کرنے والوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ"[۱۵] ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ان لوگوں سے جو توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو صفائی کرتے ہیں۔

عدم طہارت کی صورت میں ہر نماز کے لئے اعضاء اربعہ کے پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نماز جیسی عبادت قبول نہیں ہوتی۔اس میں حکمت یہ ہے کہ گناہوں اور غفلت کے باعث جو روحانی نور وسرور اعضاء سے سلب ہو چکا تھا وضو کرنے سے دوبارہ ان میں عود کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فاغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُواْ بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَينِ "[16]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو۔ سر کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو ڈالو۔

عبادت کے وقت خوب زینت اختیار کرنے کا فرمان ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

" يَا بَنِي آدَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ"[17] ترجمہ: اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت خود کو سنوارو۔

بادشاہوں کے دربار میں نظافت وطہارت کا لحاظ ہوتا ہے ان کے دربار میں آنے والوں کیلئے پاک اور اور صاف لباس پہن کر داخل ہونے کا لحاظ ضروری ہوتا ہے پس جیسا کہ لباس کی صفائی اور مکان کی ستھرائی بادشاہوں کو پسند ہوتی ہے ایسا ہی احکم الحا کمین و مالک الملک پاک ذات کو پاکیزگی اور ستھرائی لباس ومکان کی اور نظافت دل کی مد نظر ہے کیونکہ وہ پاک ہے اور پاکی چاہتا ہے، کپڑوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ"[18] اپنے لباس کو پاک کر اور گندگی سے کنارہ کر۔

ناپاکی اور میل سے شیاطین کو مناسبت ہے اس لئے اللہ تعالی کے حضور میں کھڑے ہونے کے وقت شیاطین کے ساتھ مناسبت رکھنے والی اشیاء سے بالکل قطع تعلق اور کنارہ کش رہنا چاہیے ورنہ حضور دل مین خلل ہوگا۔اور مقامات عبادت کو خوب پاک رکھنے کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ"[19] ترجمہ: اور میرے گھر کو طواف، قیام اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھنا۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی طہارت کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ طہا رت کو ایمان کا جز قرار دیا ہے۔

حضرت مالک اشعری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الطهور شطر الايمان''[۲۰] طہارت ایمان کا جز ہے۔

کیونکہ طہارت اس لئے کی جاتی ہے کہ باطن منور ہو جائے اور انس وسرور پیدا ہو اور افکار ردیہ دور ہو جائیں۔اور تشویشات وپراگندگی، پریشانی وافکار رک جائیں۔پوری جسم کی صفائی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''حق على كل مسلم ان يغتسل فى كل سبعة ايام يوم يغسل فيه راسه وجسده''[۲۱]

ترجمہ: ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کرے جس میں وہ غسل کرے اور اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ پورا ہفتہ غسل نہ کرنے کی صورت میں جسم سے پسینہ نکلتا ہے جو بدبو اور تعفن کا باعث بن کر اپنے اور دوسروں کیلئے موجب ایذاء بنتا ہے یا جسم کے مسامات سے زہریلے مواد پسینہ وغیرہ کے ساتھ خارج ہوتے ہیں جو کہ غسل نہ کرنے کی صورت میں ان پر گردوغبار پڑنے سے مسامات بند ہو جاتے ہیں اور مسامات کے بند ہونے سے زہریلے مواد پھر اندر جا کر مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

اسی طرح ہر مسلمان نماز پڑھتا ہے۔اور نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے پہلے وضو اور طہارت حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:'' لا يقبل الله صلاة الا بطهور''[۲۲]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی۔

دانتوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''قال النبى صلى الله عليه وسلم السواک مطهرة للفم و مرضاة للرب''[۲۳]

ترجمہ: مسواک کرنا منہ کی صفائی اور رب کی رضا ہے۔

کیونکہ مسواک نہ کرنے کی صورت میں مسوڑھوں اور دانتوں میں بقیہ غذا کے ذرات اور میل جم کر منہ میں تعفن اور بدبو پیدا کر دیتے ہیں۔نیز بات چیت کرتے وقت اور نشست وبرخاست میں دانتوں

کی زردی اور میل پر نظر پڑنے سے طبائع سلیمہ اور عام لوگوں کو تکلیف اور نفرت ہوتی ہے۔اس وجہ سے اعظم شعائر اللہ یعنی نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر میل کچیل کو صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسا ہی دانتوں کے میل ومنہ ومسوڑھوں کی عفونت کو رفع کرنا بھی مستحسن ہے۔یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ناخنوں، مونچھوں، زیر ناف بالوں اور ختنہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" خمس من الفطرة ، قص الشارب ونتف الابط وتقليم الاظفار والاستحداد والختان"[24]

آپ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ مونچھوں کا کاٹنا، زیر بغل بال کاٹنا، ناخن کاٹنا زیر ناف بال کاٹنا اور ختنہ کرنا۔

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کی صفائی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" بركة الطعام الوضوء قبله وبعده"[25]

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کی برکت ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اس لئے سنت ہے کہ اس سے انسان کے امراض متعدیہ اتر جاتے ہیں اور انسان کے اندر داخل نہیں ہوتے۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی ایک حکمت یہ ہے کہ خوراک کے ذرات ہاتھوں پر باقی رہنے سے رات کے وقت نیند میں حشرات کے کاٹنے کا خطرہ موجود رہتا ہے جو کہ دھونے سے ٹل جاتا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھونے کا حکم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اذاستيقظ أحدكم من الليل فلا يدخل يده فى الإناء حتىٰ يفرغ عليها مرتين أوثلاثا فانه لايدرى أين باتت يده"[26]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی رات کی نیند سے بیدار ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک دو یا تین بار ہاتھ پر

پانی نہ ڈالے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ نیند کی حالت میں اس کے ہاتھ کہاں پھرے ہوئے ہیں۔

پانی کو ناپاک نہ کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' :لا يغتسل أحدكم فى الماء الدائم وهو جنب''[۲۷] ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے درانحالیکہ وہ جنبی ہو۔شاہراہوں اور سڑکوں کی صفائی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

'' عرضت على أعمال أمتى حسنها و سيئها فوجدت فى محاسن أعمالها الاذىٰ يماط عن الطريق ''[۲۸]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے میری امت کے اعمال دکھائے گئے اچھے اور برے دونوں میں نے دیکھے کہ اچھے اعمال میں تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کرنا ہے۔

دین اسلام میں کھانے پینے کی چیزوں میں سے پاک وصاف کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ''[۲۹]

ترجمہ: اے ایمان والو! جو رزق ہم نے دیا ہے اس میں سے پاک کھاؤ۔

پاک اشیاء کھانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاؤں کا اثر بھی انسان کی روحانی،اخلاقی اطوار پر ضرور ہوتا ہے۔اسلئے شریعت مطہرہ میں مختلف قسم کے جانور مثلا: خنزیر، درندے، شکاری پرندے، حشرات الارض وغیرہ کو مختلف وجوہات کے بناء پر ان کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔جو درج ذیل ہیں:

۱۔ خباثت وگندگی۔
۲۔ درندگی؛ یعنی ایسے جانوروں کے کھانے سے انسان درندہ طبع بن جاتا ہے۔
۳۔ شیطانی امور سے مشابہت۔
۴۔ بعض جانور اور چیزیں زہریلے ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔
۵۔ بداخلاقی یعنی بعض جانوروں کے کھانے سے انسان بداخلاق بن جاتا ہے۔

۶۔ بداعتقادی یعنی بعض ایسے جانوروں اور اشیاء کے کھانے سے انسان کے اندر بداعتقادی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے ما اھل به لغیر الله کا کھانا۔

نیز اہلیہ کے ساتھ حالت طہارت میں جماع کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالت حیض میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَسْـأَلُونَكَ عَـنِ الْمَحِـيضِ قُـلْ هُـوَ أَذًى فَـاعْتَزِلُواْ النِّسَـاء فِي الْمَحِـيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىَ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ [۳۰]

ترجمہ: یعنی پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہو وہ ناپاکی ہے۔ سو تم حیض میں عورتوں سے کنارہ کرو اور صحبت نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک نہ ہو لیں پس جب وہ پاک ہو لیں تو ان کے پاس آؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حیض کو ناپاکی واذی فرمایا ہے تو ایسی حالت میں صحبت کرنے سے شدید ضرر پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ طب کے رو سے جو شخص حالت حیض میں عورت سے جماع کرے اس کو مندرجہ ذیل امراض لاحق ہونے کا خدشہ ہے۔

۱۔ جرب یعنی خارش
۲۔ نامردی
۳۔ سوزش یعنی جلن
۴۔ جریان
۵۔ جزام اولاد یعنی جب پیدا ہوتا ہے اس کو جذام کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ عورت کو مندرجہ ذیل بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

۱۔ اس کو اکثر یا ہمیشہ کیلئے خون جاری ہوتا ہے۔
۲۔ بچہ دانی یعنی رحم باہر لٹک آتا ہے۔
۳۔ بعض عورتوں کے لئے اکثر اوقات کچا حمل گر جانے کا باعث بن جاتا ہے۔

حالت حیض میں جماع کرنے سے مذکورہ بالا امراض پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرکے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ دین اسلام میں ہر چیز کی صفائی اور نفاست کو ضروری قرار دیا گیا ہے اوران کے بارے میں خصوصًا فقہاء کرام نے فقہ میں تفصیلی احکام ذکر کئے ہیں۔

باطنی طہارت و صفائی کے بارے میں اسلامی تعلیمات:

دین اسلام میں کسی چیز کی ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ خاص کر انسان کی روحانی، ذہنی اور قلبی صفائی کو بہت اہمیت دی گئ ہے اوران سب کا سرچشمہ تقویٰ قرار دیا گیا ہے.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ "[۳۱] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہےاور تم نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

دل کو پاک وصاف رکھنے کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے: " يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ. إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" [۳۲] ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب (پاک) دل لے کر آجائے۔

دین اسلام کے احکام بجالانے سے مقصود انسانوں کو پاک وصاف کرنا ہے۔

جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَكِن يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ''[۳۳]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تمہیں پاک کرنے کا اور بھرپور نعمت دینا چاہتا ہے تاکہ تم شکرادا کرتے رہو۔

کیونکہ دین اسلام کے ہر حکم سے تہذیب وتزکیہ نفس وغیرہ مقصود ہوتا ہے۔ان میں سے ایک حکم روزہ ہے۔جس میں اللہ تعالی نے مختلف حکمتیں رکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط وغلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ روزہ سے خشیت اور تقوی کی صفت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے جیساکہ کتاب اللہ میں ہے: ''لعلکم تتقون''[۳۴] ترجمہ: یعنی تم پر روزہ اس لئے فرض ہوا کہ تم متقی بن جاؤ۔

۳۔ روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی ومسکنت اور اللہ تعالی کے جلال وقدرت پر نظر پڑتی ہے۔

۴۔ روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔

۵۔ دوراندیشی کا خیال ترقی کرتا ہے۔
۶۔ حقائقِ اشیاء کا کشف ہوتا ہے۔
۷۔ درندگی و بہیمیت سے دوری ہوتی ہے۔
۸۔ ملائکہ الٰہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔
۹۔ خداتعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے۔
۱۰۔ انسانی ہمدردی کا دل میں ابھار پیدا ہوتا ہے۔
۱۱۔ روزہ موجب صحت جسم و روح ہے۔
۱۲۔ روزہ انسان کے لئے ایک غذا ہے جو آئندہ جہاں میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا۔
۱۳۔ روزہ محبت الٰہی کا ایک بڑا نشان ہے جیساکہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ کر بیوی کے تعلقات بھی بھول جاتا ہے ایسے ہی روزہ دار اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے[۳۵]۔

قرآن پاک میں مومنوں کو دلوں کے کینہ اور بغض سے صفائی کی دعا بتلائی گئی ہے: ارشاد باری تعالی ہے: '' وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا ''[۳۶] ترجمہ: اے ہمارے رب! ایمان داروں کے بارے میں ہمارے دل میں کینہ نہ ڈالدے۔

دین اسلام میں بعض ایسے احکام ہیں جن سے دلوں کی گندگی مثلاً: لالچ، طمع اور بخل وغیرہ کیلئے صفائی کا باعث بنتے ہیں اس لیے ان احکام کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے" "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا"[۳۷] ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس سے آپ ان کو صاف و پاک کر دے۔

قرآن پاک میں عام طور پر زکوۃ کیلئے لفظ صدقہ استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ زکوۃ کے معنی پاکی اور نمو وترقی کے ہیں۔ زکوۃ انسان کے لئے بخل وگناہ وعذاب سے رہائی وطہارت کی موجب اور ترقی مال وطہارت دل کا باعث ہے۔

اور صدقہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ فعل صدقہ دینے والے کی تصدیق کرتا ہے اور اس کی قلبی حالت یعنی صدق وصفائی نیت کی یہ علامت ہے۔

مسلمانوں پر زکوۃ فرض ہونے میں کئی حکمتیں ہیں:

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان سے بخل کی پلیدگی دور ہو جاتی ہے کیونکہ جب وہ اپنے اس مال عزیز کو ترک کردیتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا تھا اس کو محض رب کی خوشنودی کے لئے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے نفس کی وہ بدترین ناپاکی دور ہوتی ہے جو بخل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایمان میں بھی ایک قسم کی شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے کیونکہ انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ غرباء کی امداد کی جائے پس زکوۃ ادا کرنے سے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے۔

۳۔ گناہوں کو دور کرنے اور برکات کو زیادہ کرنے کے موثر ترین ذرائع واسباب میں سے زکوۃ وصدقات ہیں۔

قرآن پاک خود مسلمانوں کے دلوں کی صفائی کے لئے شفاء اور رحمت ہے : ارشاد باری تعالیٰ ہے: " وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاء وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ "[۳۸] یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے۔

آپ ﷺ یہ دعا ورد کرتے تھے۔

''اللهم ننقنى من ا لخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس اللهم اغسل خطاياى بالماءوالثلج والبرد''[۳۹]

ترجمہ: اے اللہ! میری خطاؤں کو دور کردے جس طرح سفید کپڑے سے میل دور کیا جاتا ہے۔اے اللہ ! میری لغرشوں کو پانی ،برف اور اولوں کے ساتھ دھولے۔

حسد، بغض اور کینہ وغیرہ سے دل کو صاف رکھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان: حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لا تقاطعوا ولاتدابروا ولا تباغضوا ولا تحا سدوا وكونوا عبادالله اخوانا ولا يحل لمسلم ان يهجر أخاه فوق ثلاث ''[۴۰]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہم تعلقات قطع نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پشت کرکے بیٹھو اور نہ باہم بغض رکھو اور نہ باہم حسد کرو اور اللہ تعالی کے

بندے بھائی بھائی بن جاؤاور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔

ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ:''لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابر واالا يبيع بعضكم على بيع بعض وكونوا عبادالله اخوانا المسلم اخوا المسلم لا يظلمه ولا يخذ له ولا يحقره التقوى ههنا ويشير الى صدره ثلاث مرات بحسب امرى من الشر ان يحقر اخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه''[41]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو اور بیع نجش نہ کرو اور نہ آپس میں بغض کرو اور نہ ایک دوسرے کی طرف پشت کرکے بیٹھو اور نہ کسی کی بیع پر بیع کرو بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے۔ نہ اسے ذلیل کرے اور نہ اسے حقیر جانے تقوی اسی جگہ پر ہے آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ فرمایا آدمی کی برائی کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے مسلمان کی ہر ایک چیز اس کا خون ،اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

جین مت اور اسلام میں صفائی کا تقابل:

۱۔ جینی عقائد کے مطابق باطنی صفائی اور روحانی ترقی کیلئے کسی ذی روح کو تکلیف پہنچانا منع ہے اس لئے اس مذہب کے پیروکار اکثر سر جھکا کر اور ہاتھ میں جھاڑو وغیرہ لے کر چلتے ہیں۔

ظاہری طور پر یہ غیر فطری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی تکلیف دہ اور انسانی طاقت سے باہر بھی ہے اور اسلام میں روز اول سے یہ حکم ہے۔ "لاَ يُكَلِّفُ اللّهُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا"[42] اللہ تعالیٰ کسی کو مکلّف نہیں کرتا مگر اس کے بَس کے مطابق۔

۲۔ جین مت کے گمبر فرقہ والے برہنہ پھرتے ہیں۔ جب کہ اسلام ستر پوشی کا حکم دیتا ہے۔

۳۔ جین مت میں دگمبر فرقے والے نہاتے نہیں جب کہ اسلام میں نہانے کا حکم ہے۔

۴۔ جین مت میں ایک سادھو کیلئے بائیس قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہے جس میں ایک یہ بھی ہے کہ ناپاک او گندہ رہنا تاکہ روحانی ترقی اور باطنی صفائی حاصل ہو جائے جب کہ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں کہ ناپاک رہ کر باطنی صفائی حاصل ہو جائے۔

۵۔ جین مت میں گرہست کیلئے عمر کے آخری حصے میں کسی جان لیوا بیماری سے یکھنا یعنی فاقے کے ذریعے خود کشی کا عہد کرنا ہے جو کہ جین مت کے روحانیت کیلئے قابل تعریف موت سمجھی جاتی ہے جب کہ اسلام میں خود کشی کرنا حرام ہے چہ جائیکہ روحانیت حاصل ہو جائے۔

۶۔ جین مت میں روحانیت کے حصول کیلئے نفس کشی، اذیت پسندی فاقہ مستی اور رہبانیت کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے جب کہ اسلام میں حوصلہ افزائی تو در کنار ان چیزوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

نتائج البحث:

۱۔ جین مت میں اہمسہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

۲۔ جین مت میں ظاہری صفائی نروان کے حصول کیلئے مانع ہے۔

۳۔ اسلام میں طہارت و صفائی کے بغیر عبادت قبول نہیں ہوتی۔

۴۔ مہاویر کے بعد جین مت میں کوئی اور مصلح نہیں آئے گا۔

۵۔ جین مت ایک جامد اور ساکن مذہب ہے۔

۶۔ جین مت میں تمام برائیوں کا سرچشمہ خواہشات ہے۔

۷۔ اسلام میں صفائی کا نظام فطرت کے عین مطابق ہے۔

۸۔ جین مت کے کچھ احکام اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ جیسے جھوٹ نہ بولنا، چوری نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۹۔ اسلام انسان کے ظاہری و باطنی دونوں صفائیوں پر توجہ دیتا ہے۔ جب کہ جین مت میں صرف روح یعنی باطن پر توجہ دی جاتی ہے۔

۱۰۔ جینی خدمت خلق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

۱۱۔ جینیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ مذہب دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ مظفر ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، فاروقیہ کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۱۴۲

۲۔ غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۲۲۲

۳۔ فاروقی عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، تعمیر انسانیت لاہور، ۱۲

۴۔ پالر مارٹن، ورلڈ ریلیجیز، برٹش لائبریری، ۲۰۰۴ء، ص ۱۷۱

۵۔ الوڈ رابرٹ اینڈ الاس گریگوری، انسائیکلوپیڈیا آف ورلڈ ریلیجیز، لائبریری آف کانگریس ۲۰۰۷ء، ص ۲۹

۶۔ خان محمد یوسف، تقابل ادیان، بیت العلوم لاہور، ص ۱۱۹، وارن ہربن، جینزم، لائبریری اف کیلفورنیا، ۱۹۷ارام چاولہ کاشی، شرمی بھگوان مہاویر سوامی، طباعت ۱۹۸۱ء، ص ۲۲

۷۔ ولکنسن فیلپ، ائی ویٹینس کمپنینز ریلیجیز، dkنیو یارک، ص ۲۲۷

۸۔ جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.org، ص ۱۲۵ایجوکیشن کمیٹی جینا، جینزم ۱۰۱، ص ۶۷

۹۔ مظفر ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، ص ۱۴۳

۱۰۔ خان محمد یوسف، تقابل ادیان، ص ۱۲۰، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.org، ص ۹
ولکنسن فیلپ، ائی ویٹینس کمپنینز ریلیجیز، dkنیو یارک، ص ۲۲۷

۱۱۔ فاروقی عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، ص ۱۳۸، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.or، ص ۹

۱۲۔ خان محمد یوسف، تقابل ادیان، ص ۲۰، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.or، ص ۹

۱۳۔ لال خلف پنالال، انریری زام لالہ، نروان سمت ملکھی شاہ جینی، ۱۹۱۵ء، ج ۲، ص ۲۲۹، جین فیلسوفی اینڈ پریکٹس، www.jainelibrery.org، ص ۹

۱۴۔ فاروقی عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاہب، ص ۱۴۰، ایجوکیشن کمیٹی جینا، جینزم ۱۰۱، ص ۵۷

۱۵۔ سورۃ البقرۃ: ۲۲۲

۱۶۔ سورۃ المائدۃ: ۶

۱۷۔ سورۃ الاعراف: ۳۱

۱۸۔ سورۃ المدثر: ۴

۱۹۔ سورۃ الحج، ۲۶

۲۰۔ القشیری مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح المسلم، دار الافاق الجدیدۃ بیروت، ج ۱، ص ۴۰

۲۱۔ بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، دار الشعب القاھرۃ، ۲۹۸۷ء، ج ۲، ص ۷

۲۲۔ القشیری مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح المسلم، ج ۱، ص ۴۱

۲۳۔ نسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی المجتنیٰ من السنن، مطبوعات الاسلامیہ حلب، ۱۹۸۶ء، ج ص ۱۰

[24] - ایضاً، ج ا، ص ۱۴

[25] - ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ج ا، ص ۲۸۱

[26] - ایضاً، ج ا، ص ۳۶

[27] - نسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی المجبتی من السنن، ج اص ۳۳۱

[28] - القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح المسلم، ج ۲، ص ۲۲

[29] - سورۃ البقرۃ: ۱۷۲

[30] - سورۃ البقرۃ: ۲۲۲

[31] - سورۃ آل عمران: ۲۰۱

[32] - سورۃ الشعراء: ۸۸

[33] - سورۃ المائدۃ: ٦

[34] - سورۃ البقرۃ: ۱۸۳

[35] - بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، ج ا، ص ۱۸۹

[36] - سورۃ الحشر: ۱۰

[37] - سورۃ التوبہ: ۱۰۲

[38] - سورۃ بنی اسرائیل: ۸۲

[39] - ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ج ۴، ص ۵۵۳

[40] - القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح المسلم، ج ۴، ص ۱۹۸۳

[41] - ترمذی محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، ج ۴، ص ۳۲۹

[42] - سورۃ البقرۃ، ۲٦۸